www.kitabmart.in

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۳۴

کتب خانہ العلوم
کراچی

سامانِ عزا

HAJI GULAM ALI HAJI ISMAIL
READING ROOM & LIBRARY.
393, PAPAD BAI BUILDING
OPP: M. W. TOWER.
KARACHI-2. (PAKISTAN.)

HABIB ELECTRIC TRADING CO.

از قلم حقیقت رقم

سرکار سید العلماء مولانا سید علی نقی النقوی

مجتہد العصر مدظلہ العالی لکھنؤ

قیمت ۲ آنے

www.kitabmart.in

امامیہ مشن پاکستان لمیٹڈ لاہور

کا چونتیسواں تبلیغی رسالہ "سامان عزا" محرم ۱۳۷۷ھ کی روایت سے
خدمت ہے۔ یہ رسالہ امامیہ مشن لکھنؤ سے زیر ۱۱۷ شائع ہو چکا ہے
"عزائے حسینؑ" کے سلسلے میں جو چیزیں شعائر عزا کی حیثیت سے
رائج ہیں، ان کے بارے میں بعض ناواقف حضرات کو جستجو رہتی ہے
ان کی نوعیت کیا ہے۔ بناض دہر سرکار سید العلماء مدظلہ العالی نے
رسالہ ایسے افراد کی تسکین جستجو کے لئے سپرد قلم فرمایا ہے۔ جس کے
وہ ہمارے قلبی شکریہ کے مستحق ہیں۔

صدیوں کے تجربہ نے ثابت کیا ہے کہ عزاداری خداوند تعالیٰ
پروگرام ہدایت کا موثر ذریعہ ہے۔ معصومینؑ نے اس کی تاکید
فرمائی ہے اور عزادار دل کے لئے بڑے اجر کے وعدے فرمائے
دین کی بنیاد ہے توحید اور سب سے بڑا گناہ ہے شرک
امت ڈاکٹر اقبال نے توحید اور شرک کی امتیازی حدود کو اجاگر کرتے
فرمایا ہے۔ کہ:-

ماسوی اللہ را مسلماں بندہ نیست
پیش فرعونے سرش افگندہ نیست

www.kitabmart.in

یعنی مسلمان صرف اللہ کا فرماں بردار ہے (خود ساختہ حاکم شل) فرعون کے سامنے مسلمان کا سر اطاعت خم نہیں ہو سکتا۔ اسلام کے اس بنیادی حق کو محفوظ کرنے کے لئے امام حسین علیہ السلام نے کربلا کی محیر العقول قربانی سے ثابت کیا کہ یزید خود ساختہ حاکم ہے۔ اس کی اطاعت مطلقہ جس کا نام "بیعت" ہے وہ اسلام پر بلا واسطہ حملہ ہے۔ چونکہ یزید کی بیعت سے خدا کا نبی حکومت مجروح ہو جاتا ہے لہذا ہر قیمت پر یزید کی بیعت سے انکار کر کے اسلام کو فنا ہونے سے بچا لیا۔ توحید کا بھولتا ہوا سبق مسلمان کو پھر سے یاد دلا دیا۔

آج تمام اسلامی دنیا میں یزید کے ظلم کے خلاف سوگ اور احتجاج کیا جاتا ہے جسکا نام ہے عزاداری۔ یزید کے مقابل انکار بیعت کرنا اس وقت خدمت اسلام تھی۔ آج اس خونی واقعہ کا تذکرہ نصرت اسلام کا نشان ہے۔ تبلیغ اسلام کے لئے واقعہ کربلا کو شہرت دینا قدرت کا غیبی پروگرام ہے۔

جیسا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب "سر الشہادتین" میں تحریر فرماتے ہیں۔ "چونکہ امام حسینؑ کی شہادت (بھری) شہرت اور اعلان پر منحصر تھی لہذا انکا جبرئیلؑ اور دیگر ملائکہ کی زبانی بذریعہ وحی اسکا چرچا ہوا۔ بعد ازاں مقام شہادت معین کیا گیا، اسکا نام بتلایا گیا، وقت شہادت کا پتہ دیا گیا، پھر شہادت کا شہرت ہوئی۔ حضرت علی مرتضیٰ نے صفین کے سفر میں اپنی زبان مبارک سے اسکا ذکر فرمایا، پھر واقعہ شہادت کے وقوع میں آنے کے بعد اسکی شہرت کی طرح ہوئی کہ مٹی خون ہو گئی، آسمان سے خون برسا، عجیب کی آوازوں سے سنے گئے۔ جنات کا نوحہ اور گریہ زاری، آپ کی لاش کی نگہبانی کیلئے

چاروں طرف درماندگی [illegible]

علاوہ شہرت کے اسباب اور بھی تھے تاکہ سب حاضر وغائب کو اس دردانگیز حادثہ کے نتائج

میں آنیکی اطلاع ہو جائے بلکہ آنحضرتؐ کی امت میں دائمی گریہ وزاری اور رنج والم اور ان

ہولناک واقعات کی یاد کے قیامت تک باقی رکھنے کی وجہ سے عالم بالا اور عالم خاک

میں عالم غیب اور عالم شہادت میں جن وانس اور ناطق وصامت میں اسکی شہرت انتہا درجہ کی

یہ اقتباس علمائے اہلسنت کے زبردست عالم شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے

خیالات متعلق عزاداری کو واضح طریقہ سے ظاہر کرتا ہے عملی طور پر محدث مذکور مجلس عزا

حسینؑ خود اپنے مکان پر برپا کرتے تھے۔ علاوہ انکے دیگر علمائے اہل سنت مولانا

کرام اور بزرگان دین ہمیشہ عزاداری سے قطبی شغف ظاہر فرماتے رہے ہیں

جسطرح سکھوں کے زمانہ میں "اذان" کو بدنام کیا جاتا تھا اور سکھوں کی طرف سے تشدد

ہوتا تھا کہ مسلمانوں کی اذان ان کے لئے ناقابل برداشت ہے مگر جب انکو اذان کے

کلمات کا ترجمہ سمجھایا جاتا تھا تو وہ شرمندہ ہو جاتے تھے کہ اسمیں تو کوئی چیز مضر نہیں ہے

اسطرح عزائے حسینؑ کے متعلق ناواقف اور بھولے بھالے مسلمانوں کو بعض تنگ نظر

عزاداری کے خلاف بہکا کر عوام کو اس نیک کام سے روکتے ہیں۔

مغالطہ زدہ عوام کی روحانی تسلی کیلئے یہ رسالہ شائع کیا جا رہا ہے کہ عزاداری

سے نیکی ہی نیکی ہے۔ اسی لئے باعث نجات ہے۔

جناب سید الشہداءؑ کے عظیم الشان مقصد شہادت کے ساتھ ہمدردی رکھنے والوں سے

اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ خرید کر عوام تک پہنچائیں۔ مفت تقسیم کے

[illegible] فیصدی کی رعایت کر دیں گے۔

www.kitabmart.in

www.kitabmart.in

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسینؑ، حسینؑ، حسینؑ، حسینؑ، حسینؑ

کون ہوگا جس نے محرّم میں یہ آوازیں نہ سُنی ہوں، ان آوازوں کے ساتھ کچھ لوگ ننگے سر، سر و سینہ پیٹتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں یہ لوگ حسینؑ کے عزادار ہیں۔ وہ حسینؑ، جنہوں نے دس محرّم ۶۱ھ کو حکومت باطل اور ظلم و ستم کی طاقت کے خلاف تاریخ کی سب سے بڑی قربانی پیش کی، ان کی مختلف طرح یاد قائم رکھنے کا نام **عزاداری** ہے۔ اور جو اس یاد کو قائم رکھتے ہیں وہ عزادار کہلاتے ہیں۔

یہ یاد اور اس کا اس طرح نمایاں طور پر ممکن صورت سے مظاہرہ ہمیشہ ہمیشہ قوتِ باطل سے بیزاری اور جبر و تشدّد کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کرنے کا اعلان اور اس کا اظہار ہے کہ وہ آواز جو حسینؑ نے بلند کی وہ ان کی ایک انفرادی اور وقتی آواز نہیں تھی بلکہ وہ انسانی ضمیر کی اجتماعی آواز اور ابدی صدا ہے جو عالم کے وسیع طول و عرض میں تیرہ سو برس گزرنے کے بعد بھی زندہ ہے اور تیرہ ہزار برس

www.kitabmart.in

اور اس سے زیادہ کے بعد بھی یونہی زندہ رہے گی۔

گریہ

تصور کیجئے ایک ایسے وقت کا جب ایک نہایت ہی بلند مرتبہ اور عالی صفات انسان ایک انتہائی مقدس مقصد کی حمایت کی وجہ سے ظلم و ستم کی فوجوں میں گھرا ہوا ہو، اس کی تعداد انتہائی قلیل اور دشمن کی فوج انتہائی کثیر ہو۔ انہوں نے اس بزرگ ہستی اور اس کے ساتھ کے تمام افراد یہاں تک کہ چھوٹے بچوں تک پر پانی بند کر دیا ہو اور تین دن کی بھوک پیاس میں یہ حامیانِ حق جہاد کا حق ادا کر کے زمین گرم پر یکے بعد دیگرے دم توڑ رہے ہوں۔ باپ بیٹے کی لاش اٹھا رہا ہو۔ ماں اپنے کڑیل جوان کو بچھیاں کھائے دیکھ رہی ہو۔ بہنیں بھائیوں کو خاک و خون میں لوٹتا پا رہی ہوں۔ عورتیں رانڈ ہو رہی ہوں اور بچے یتیم۔ انتہا ہے کہ شیر خوار بچہ تک دشمن کے تیر سے باپ کے ہاتھوں پر دم توڑ رہا ہو۔

اس وقت ایک حق پرست اور سینہ میں انسانی دل رکھنے والے انسان کا فریضہ یا انسانیت کا تقاضا کیا ہو گا؟ یقیناً یہی کہ اگر وہ کر سکتا ہے تو ان کے ساتھ خود بھی اس جہاد میں شریک ہو کر اپنے خون کی نذر پیش کر دے۔ اگر وہ ایسا کر گزرے تو پھر چاہے اس ادائے فرض سے وہ مسکرا بھی دے اور ہنستا ہوا دنیا سے رخصت ہو تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر کسی وجہ سے وہ اس سے مجبور ہے

www.kitabmart.in

گیا اس کی آنکھوں سے آنسو بھی رواں ہو کر ہمدردی کا ثبوت نہ دیں
گے ؟ یہ آنسو اعلان ہوں گے مقصد سے اتفاق اور اپنی اس جہاد
میں شرکت سے مجبوری کا حسرت و ملال کے ساتھ۔
یہی فطرت کا تقاضا ہوگا۔

یہ نہیں کہ اس عالم میں وہ تو دکھ سہہ رہے ہوں اور شدائد
برداشت کر رہے ہوں اور کوئی ادعائے دوستی کے ساتھ دور سے
کھڑے ہو کر قہقہے لگائے، اس خوشی میں کہ یہ لوگ حق کی حمایت
میں اتنی بڑی قربانی پیش کر کے عظیم درجہ حاصل کر رہے ہوں۔ ایسا
کہنے والا عقل فطری کی بارگاہ سے موقوف الدماغ ہونے اور
معتدل فطرت رکھنے کی سند پائے گا۔ پھر جس طرح اس وقت
جبکہ اس میدان میں مصروف جہاد ہوں اور مصائب کی آماجگاہ میں
بلا تکلف وستم بنے ہوئے ہوں، فطرت کا تقاضا عملی شرکت
سے مجبوری کی صورت میں رونا ہے، ہنسنا نہیں، اسی طرح اس
کے بعد بھی جبکہ وہ ان مظالم کو اٹھا کر دنیا سے رخصت ہو چکے
ان کی یاد کا طریقہ اظہارِ غم اور گریہ ہی کے ساتھ صحیح ہے۔
خوشی کے اظہار کے ساتھ نہیں۔

رونا بزدلی نہیں ہے شجاعت ہے	مصائب کے مقابلہ میں رونا بزدلی کی نشانی ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی معرکہ جہاد میں شرکت کے وقت خوفِ جان سے رونا

www.kitabmart.in

بزدلی کی نشانی ہو سکتا ہے۔ مگر کسی معرکۂ جہاد میں شرکت کرنے
سے مجبوری پر اس حسرت میں رونا کہ ہم اس سعادت کو
حاصل نہ کر سکے عین شجاعت ہے۔ یہ رونا اگر اپنی حقیقت
پر باقی رہے اور صرف رسمی نہ بن جائے تو اس ولولہ کے زندہ
رکھنے کا سبب ہے کہ اب بھی جب معرکۂ حق و باطل بپا
ہو جائے تو ہم حق کی حمایت میں ہر قربانی کے لئے تیار رہیں
یہ تو ہے اس کی عقلی صورت، رہ گئی مذہبی حیثیت۔ وہ
ہے کہ قرآن میں گریہ کا محلِ مدح میں ذکر موجود ہے اور سنت اس
میں داخل ہے۔ پیغمبر اسلامؐ کا عمل بھی اس کا گواہ ہے۔ ائمہ اطہار
دین نے اس کی تاکید بھی کی ہے۔

فطرت اور مذہب کی یہ ہم آہنگی اس غم کے بقا کی ضامن ہے

مجلس وہ اجتماع جس میں حضرت امام حسینؑ اور ان کے
مصائب کا ذکر ہو "مجلس" کہلاتا ہے۔

حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد مجلسیں فطری طور پر ا
ہنگامی ہوتی تھیں۔ مصیبت زدہ پسماندگان حسینؑ جہاں اور جب
مجمع میں بیٹھ گئے وہی مجلس تھی۔ اولاد رسولؐ میں سے جو ائمہ حضرات
امام حسینؑ کے بعد ہوئے ان کے یہاں مجلسیں جو ہوئیں وہ بھی اسی
طرح کی نوعیت رکھتی تھیں۔ جب اصحاب جمع ہوئے اور امامؑ
تذکرۂ امام حسینؑ چھیڑ دیا اور اصحاب نے سماعت کی تو مجلس ہو گئی

www.kitabmart.in

کوئی شاعر آگیا جس نے حالات امام حسینؑ نظم کئے ہیں، اس نے پڑھے حضرتؑ نے اور دیگر حاضرین نے سنے تو مجلس ہوگئی۔ اس ذیل میں کبھی کبھی اتنا اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ حضرتؑ نے پسِ پردہ اپنے گھر کی خواتین کو بٹھا دیا کہ وہ بھی اس ذکر کو سنیں۔

ان مجلسوں میں گریہ ہوتا تھا اور آوازیں بھی بلند ہوتی تھیں اس وقت کے حالات اس سے زیادہ کی اجازت بھی نہ دیتے تھے۔ بعد میں جیسے علم دین کی تعلیم کے مدارس بلکہ نماز کے مساجد تک میں نظم و ترتیب اور اہتمام کی زیادتی ہوگئی۔ اسی طرح مجالس میں بھی باعتبار تقاضائے اوقات و حالات نظم و ترتیب پیدا ہوتا گیا۔ اب تعین تاریخ کے ساتھ اعلان و اشتہار ہونے لگا۔ مجمع میں کثرت ہونے لگی اور طریقۂ بیان میں بھی وسعت پیدا ہوتی گئی۔ جس کو ظاہر ہے کہ کوئی صاحب عقل قابلِ اعتراض نہیں سمجھ سکتا۔

اب اس وقت مجلس عوام کی تعلیم اور ان کی ذہنی تربیت کا ایک مرکز ہے جس سے بہتر سے بہتر فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

تعزیہ یہ حضرت امام حسینؑ کے روضہ کی شبیہہ ہے جو سونے، چاندی پیتل یا لکڑی کی بھی بنائی جاتی ہے اور سہولت و کفایت کے لئے بانس، کاغذ اور پنی سے بھی تیار کی جاتی ہے۔ یہ ہندوستان سے

www.kitabmart.in

مخصوص ہے اور مشہور یہ ہے کہ بادشاہ [illegible] سے
رائج ہوئی ہے۔

چونکہ بُعد مسافت کی وجہ سے حضرت امام حسینؑ کے روضہ تک
پہنچنا ہر ایک کے لئے ممکن نہیں۔ اس لئے عقیدت و محبت کی
امکانی حد تک پیاس بجھانے کا یہ ایک ذریعہ اختیار کیا گیا۔

شریعت اسلام کے لحاظ سے اس میں کوئی خرابی اس لئے نہیں
کہ مجسمہ جو ناجائز ہے وہ ذی روح کا ہے۔ یہ تعزیہ کسی ذی روح
کی تصویر نہیں ہے۔ یہ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ عقیدت و احترام کا
ایک مظاہرہ ہے جس کی قدر اہل دل محسوس کرتے ہیں۔

جس طرح خانۂ کعبہ سرزمین حجاز پر مکہ معظمہ میں ہے لیکن مسجدیں
ہر ایک جگہ موجود ہیں جو خالق کی طرف نسبت رکھتی ہیں اور ان کا احترام مذہبی
واجب ہے۔ اسی صورت سے اصل روضہ سید الشہداء کا کربلائے معلیٰ میں
ہے۔ یہ تعزیہ اس کی مشابہت کے سبب سے قابل احترام سمجھا
جاتا ہے۔

عَلَم میدان جہاد میں ایک جماعت کا جو نشان ہوتا ہے وہ عَلَم کہلاتا ہے
پیغمبر اسلامؐ کے ممتاز عَلَمدار حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ تھے
کربلا کے جہاد میں فوج حسینی کے عَلَم بردار آپ کے بھائی ابوالفضل العباسؑ
تھے۔ عَلَم کی وجہ سے امامؑ نے جناب عباسؑ کو سب سے آخر میں
میدان جہاد کی طرف جانے کی اجازت دی اور تاریخ کی مسلمہ حقیقت

ہے کہ جس شان سے ابوالفضل العباسؑ نے آخر دم تک علم کی حفاظت
کی وہ اپنی آپ نظیر ہے۔ ہزاروں کا مقابلہ مگر علم دوش پر سنبھالا رہا
داہنا ہاتھ کٹ گیا تو علم کو بائیں ہاتھ پر سنبھالا۔ مگر گرنے نہیں دیا
بایاں ہاتھ قلم ہو گیا تو علم کو دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے پکڑ
سینہ سے لگایا اور گرنے نہیں دیا۔ ہاں جب خود زمین پر
ئے تو آپ کے ساتھ ہی ساتھ علم بھی زمین پر آیا۔

www.kitabmart.in

یہی علم کی اہمیت ہے جس کی وجہ سے یہ علم عزاداری کا جزو
ہو گیا۔ یہ اعلان ہے اس کا کہ وہ علم جو کربلا میں گرا سرنگوں نہیں
ہوا۔ بلکہ آج تک بلند ہے اور حسینی جماعت اس کے بلند رکھنے
کی ذمہ دار ہے۔

سامانِ عزا میں علم وہ ہے جو غم و ملال کے ساتھ حسرت نصرت
کی ترجمان ہے۔ یہ ماتم کی صف میں ایک صفِ جہاد کا تصور قائم
کرتا ہے اور دل میں ولولۂ نصرت کو زندہ اور بیدار رکھتا ہے۔

مشک اس علم کے ساتھ کبھی کبھی ایک چھوٹی سی مشک بھی آویزاں
ہوتی ہے اور اس میں ایک تیر لگا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ
اس کی یادگار ہے کہ وہ علمدار اطفال حسینؑ کے لئے پانی کی سبیل کرنے
گیا تھا۔ اس نے علمداری کے ساتھ ہی ساتھ سقائی کا فرض
بھی انجام دیا اور وہ اس میں اس حد تک کامیاب ہوا کہ اس نے
دشمنوں کی فوج کو شکست دے کر پانی نہر سے بھرا مگر افسوس

www.kitabmart.in

وہ پانی خیمہ تک پہنچ نہ سکا۔ علمدار کا خون بہا اور مشک میں تیر لگا جس سے پانی زمین پر بہہ گیا۔ خون کے بہنے سے نہیں مگر اس پانی کے بہنے سے عباسؑ نڈھال ہو گئے اور علم و مشک سمیت گھوڑے سے زمین پر گرے۔ اس مشک اور علم کا آج تک ساتھ ہے۔

تابوت

یہ اس طرح کا صندوق ہوتا ہے جس میں "جنازہ" اٹھایا جاتا ہے۔ عراق و ایران میں اموات کو صندوق میں عموماً اٹھایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں بھی بو، پی کے بعض حصوں اور خصوصیت کے ساتھ لکھنؤ میں شیعہ فرقہ میں رائج ہے۔

تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے حضرت خاتون جنتؑ سیدۂ عالم فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا جنازہ آپ کی وصیت کے مطابق تابوت میں اٹھایا گیا تھا۔ اس کے بعد سے اہلبیتؑ اور شیعیانِ اہلبیتؑ میں یہ طریقہ رائج رہا۔

حضرت امام حسینؑ کی عزاداری میں تابوت کا جزو اس حسرتناک واقعہ کی یاد دلاتا ہے کہ کربلا میں حضرت کا جنازہ نہیں اٹھ سکا کیونکہ آپ کی شہادت کے بعد ظالم دشمن آپ کے اہلبیتؑ کو اسیر کر کے کوفہ لے گئے اور آپ کی مقدس لاش گرم ریگ بیابان آفتاب میں چھوڑ گئے۔ اس کے بعد تیسرے دن بنی اسد نے اسی جگہ ان شہدائے راہِ خدا کو دفن کر دیا۔

اسی اندوہناک واقعہ کی یاد تابوت سے تازہ ہوتی رہتی ہے

www.kitabmart.in

ذوالجناح

عزا کے جلوس اور کبھی کبھی مجلس کے ختم پر بھی ایک گھوڑا نکالا جاتا ہے جس پر گلگوں چمنیٹوں کا سفید لباس اور ڈھال تلوار وغیرہ اور کبھی کچھ مصنوعی تیر بھی لگے ہوئے ہوتے ہیں اسے ذوالجناح کہتے ہیں اور کبھی کبھی "دلدل" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے اور دیہاتوں میں صرف "گھوڑا" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ حضرت امام حسینؑ کے باوفا گھوڑے کی یاد دلانے کا ایک طریقہ ہے۔ وہ گھوڑا جس پر سوار ہو کر حضرت نے کربلا کا جہاد کیا تھا۔ اس کے تفصیلی کارنامے امامیہ مشن لکھنؤ سے شائع شدہ ایک رسالہ "ذوالجناح" میں جو اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں شائع ہوا ہے، درج کئے گئے ہیں۔

مذہباً اس میں اس لئے کوئی خرابی نہیں ہے کہ تصویر جو اسلام میں جائز نہیں ہے وہ جاندار کی بے جان مجسم تصویر ہے یہاں وہ صورت نہیں ہے۔ یہ تو یاد تازہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے جیسے بقرعید میں متفقہ طور پر اسلامی شریعت کے مطابق جانوروں کی قربانی ہوتی ہے۔ اس قربانی کی یاد تازہ کرنے کے لئے جس میں خلیلؑ خدا نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی حکم الٰہی کی تعمیل میں تیاری کی تھی۔ مگر بروقت فدیہ آ گیا اور ان کے بدلے میں ایک جانور کی قربانی عمل میں آ گئی۔ بقرعید کی ہر سال کی قربانیاں اس کی شبیہہ ہی سمجھی جا سکتی ہیں۔ پھر اگر اسی صورت سے گھوڑے کو حضرت سید الشہداؑ کے اسپ باوفا کی شبیہہ

www.kitabmart.in

قرار دیا جائے تو اس میں ہرج ہی کیا ہے۔

گہوارہ جسے دیہاتوں میں "جھولا" کہا جاتا ہے۔ یہ کربلا کے [illegible] بڑے شہید یعنی سب سے کم سن مجاہد علی اصغر کی [illegible] ہارہ کرنے کیلئے ہے جو شیر خوارگی کے سن میں باپ کے ہاتھ [illegible] پر راہِ خدا میں قربان ہوئے۔ یہ وہ قربانی ہے جس کی نظیر تاریخ عالم میں ناپید ہے۔ اس لئے یہ یادگار بھی سامانِ عزا میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔

سبیل پیاسوں کے لئے پانی پلانے کا جو انتظام کیا جاتا ہے۔ اسے سبیل کہتے ہیں۔ یہ امام حسینؑ اور ان کے اعزا و انصار کی پیاس کو یاد دلانے کے لئے ہے۔ اس لئے کہ کربلا کے میدان میں شہادتِ حسینؑ سے تین دن پہلے آپؑ پر اور آپؑ کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا گیا تھا۔ چھوٹے چھوٹے بچے تک پیاس سے مضطرب و بیتاب تھے۔ اسی لئے حسینؑ کے نام پر پیاسوں کو پانی پلانے کی سبیل رکھی جاتی ہے۔

مہندی یہ نوشاہِ کربلا جناب قاسم بن الحسنؑ کی یادگار ہوتی ہے جنہیں حضرت امام حسنؑ کی وصیت کی بنا پر حضرت امام حسینؑ نے عین روزِ عاشور میدانِ جہاد میں جانے کے وقت اپنی دامادی کا عزت دے کر کربلا کے مرقعِ غم میں ایک پُرحسرت خون کی رنگینی [illegible] کر دیا تھا۔

www.kitabmart.in

شادی اسلام میں کوئی خوشی کی تقریب نہیں بلکہ ایک مقدس فریضہ کی تکمیل ہے جس میں بر بنائے وصیت دہری اہمیت پیدا ہو گئی تھی۔

وہاں مہندی نہ تھی بلکہ خون شہدا کی سرخی تھی۔ مگر مہندی کے لفظ عرف عام کی ذہنیت کے مطابق شادی کی طرف تصور کے منتقل کرنے کا ایک ذریعہ ہے جو نتیجہ کی یاد سے دل میں جوش غم کے اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ مختلف ملکوں اور مختلف شہروں کے لحاظ سے بکثرت عزاداری کی رسمیں رائج ہیں جن میں مشترک روح واقعہ کربلا کی یاد تازہ کرنا ہے۔ ان میں اصل روح کے تحفظ کے ساتھ ہی ضروری ہے بہت سی رسموں میں ترقی یا فی الجملہ تبدیلی کی گنجائش ہے جو اکثر ہوتی بھی رہتی ہے۔

زیر نظر رسالہ صرف ناواقف افراد کو ان رسموں کی نوعیت سے آگاہ کرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔

ان رسموں کے متعلق اصلاحی نقطۂ نظر سے تبصرہ اس وقت مقصود نہیں ہے۔ والسلام۔

(رضی نقی النقوی)

عزاداری کو فروغ دینا نصرت اسلام ہے

www.kitabmart.in

مطبوعات امامیہ مشن پاکستان

۱۔ خدا کا ثبوت، سرکار سید العلماء دوسرا ایڈیشن ۲ر
۲۔ حسینؑ اور اسلام " ۳ر
۳۔ شجاعت کے مثالی کارنامے " ۶ر
۴۔ قاتلانِ حسینؑ کا مذہب دوسرا ایڈیشن "
۵۔ محاربۂ کربلا " ۵ر
۶۔ اسیریِ اہلِ حرم " ۳ر
۷۔ آثارِ قدرت " ۳ر
۸۔ حقیقتِ اسلام " ۳ر
۹۔ اسلامی نظریۂ حکومت " ۳ر
۱۰۔ نظامِ زندگی (حصہ اوّل) " ۱۲ر
۱۱۔ عورت اور اسلام " ۳ر
۱۲۔ سادیت کا علمی جائزہ " ۳ر
۱۳۔ تجارت اور اسلام " ۱۰ر
۱۴۔ اسلام اور انسانیت " ۸ر
۱۵۔ مجبوریت اور اسلام۔ جناب ذاکر حسین خانصاحب ۱۲ر
۱۶۔ معصوم شہزادی۔ مولانا اسد علی مجتہد العصر ۲ر
۱۷۔ نظامِ زندگی حصہ دوم۔ سرکار سید العلماء ۱۲ر
۱۸۔ شہیدِ کربلا۔ سرکار سید العلماء
۱۹۔ زندۂ جاوید کامل " "
۲۰۔ عزائے حسینؑ پر تاریخی تبصرہ " "
۲۱۔ شہادت و ہلاکت " "
۲۲۔ شیعیت کا تعارف " "
۲۳۔ اسلامی تمدن " "
۲۴۔ تاریخ اسلام میں واقعۂ کربلا کی اہمیت " "
۲۵۔ اگر واقعۂ کربلا نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟ " "
۲۶۔ ضرورتِ مذہب " "
۲۷۔ مقصدِ حسینؑ " "
۲۸۔ بین الاقوامی شہیدِ اعظم حسینؑ بن علیؑ " "
۲۹۔ مقصودِ کعبہ " "
۳۰۔ صحیفۂ سجادیہ کی عظمت " "
۳۱۔ لاتفسدوا فی الارض " "
۳۲۔ جناب امیرؑ کا علمی نصب العین " "
۳۳۔ صدیقۂ صغریٰ۔ مولانا اسد علی مجتہد العصر "
۳۴۔ سامانِ عزا۔ سرکار سید العلماء "

ترسیلِ زر و خط و کتابت کا پتہ :-